اس دور کی کایا پلٹنی ہے تو اعلیٰ اخلاقی نمونوں سے پلٹی جائے گی

اپنے اخلاق کو بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاق بنائیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29 رنومبر 1996ء بمقام بیت الحمد مالمو، سویڈن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ
عَمِيَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۱۰۵﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ
الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِتَّبِعْ مَآ
اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ (الانعام: 105 تا 107)

پھر فرمایا:

یہ آیات جن کا میں نے آج خطبہ جمعہ کے لئے انتخاب کیا ہے۔ یہ سورۃ انعام کی نمبر 105 تا نمبر 107 آیات ہیں۔ پیشتر اس سے کہ ان آیات کے حوالے سے آپ کو کچھ نصیحت کروں، میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت یہ خطبہ جمعہ مالموسویڈن (Malmo Sweden) سے دیا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو واقف نہیں، اس وقت تک کہ مالموسویڈن (Malmo Sweden) سے ہی یہاں کی نیشنل ٹیلی ویژن نے ہمیں یہ سہولت مہیا کی ہے۔ اگرچہ پیسے لئے مگر بہت ہی رعایتی اور یہ جو خرچ ہے۔ یہ چند مخلصین نے اٹھایا ہے۔ ان کے شوق وذوق کی وجہ سے ہی یہ صورت حال قبول کی گئی۔

پس اس وقت یہ خطبہ MTA کی طرف سے سویڈن کی نیشنل ٹیلی ویژن براہ راست اٹھا رہی ہے اور لندن کی معرفت دنیا کو نہیں پہنچ رہا بلکہ ہمارے سیٹلائیٹ پر سویڈن کی جو نیشنل ٹیلی ویژن کمپنی ہے اس نے اٹھایا ہے اور براہ راست ہمارے سیٹلائیٹ کو بھیج رہی ہے۔

یہ جو عالمی رابطے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دور کی ایک خاص اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جس کا جس قدر بھی شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔ اتنے حیرت انگیز فوائد MTA کے سامنے آرہے ہیں کہ ہمارے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی زیادہ برکتیں اس نظام میں ہوں گی اور ضرورت کتنی تھی اس کا بھی کوئی احساس نہیں تھا۔ اب جبکہ میں دورے کرتا ہوں بچوں سے ملتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ درحقیقت اس دور کا واحد تربیت کا ذریعہ ہے ورنہ بھاری تعداد میں ہمارے بچے ہیں جو مربیوں کی تربیت کے دائرے سے باہر ہیں جن کے ماں باپ کو خود تربیت نہیں آتی، جن کے والدین، ان کے عزیز و اقارب خود تربیت کے بہت محتاج ہیں، روزمرّہ کے اخلاق سے بھی ناواقف، اسلامی آداب سے نابلد۔ غرضیکہ یہ ایک ایسی ضرورت حقّہ تھی کہ اگر خدا تعالیٰ زبردستی ہمیں اس طرح انگلی پکڑ کر نہ لے جاتا تو ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم اس کی طاقت رکھتے ہیں اور اس وقت رکھتے بھی نہیں تھے، مگر لاعلمی میں کہ ہم طاقت رکھتے ہیں جب ہم اس دور میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے ہماری استطاعت بڑھانی شروع کی اور اتنی بڑھائی کہ آج چوبیس (24) گھنٹے مسلسل تمام دنیا میں اگر کوئی ایک ٹیلی ویژن ہے جو پیغام بھجوا رہی ہے اور پروگرام دکھا رہی ہے تو صرف MTA ہے ساری دنیا میں اس کے سوا کوئی نہیں، تب ہی حکومتیں حیرت زدہ ہیں۔

بڑے بڑے ماہرین ادب سے سر جھکاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ نے وہ کام کر دکھایا جس کی آج دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کو بھی طاقت نہیں ہے۔ اگر ہے تو اس طرح کہ مختلف ملکوں کے لئے، مختلف وقتوں میں الگ الگ پروگرام تو دکھائے جاتے ہیں مگر وہ بھی Advertisement یعنی اشتہار بازی کے ذریعہ اور اس کی خاطر اور جہاں اشتہار بازی آجاتی ہے وہاں مخرب اخلاق پروگراموں کا داخل ہونا لازم ہے۔ جتنی بھی ہندوستانی کمپنیاں آج پاکستان کو خصوصیت سے متأثر کر رہی ہیں اور ان کے نہایت گندے اور بدذوق فلمی پروگرام دیکھنے کے ہمارے پاکستانی عادی بن رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے پیسے کمانے کا اس کے سوا کوئی ذریعہ نہیں کہ جتنے گندے اخلاق

کا دنیا تقاضا کرے اس سے بھی بڑھ کر گندے اخلاق پیش کرو کیوں کہ بے حیائی کی بھوک بھی مٹ جایا کرتی ہے۔ چند دن ایک قسم کی بے حیائی کی عادت پڑے تو اس سے آگے بڑھے بغیر پھر اس پہلی بے حیائی کا مزہ باقی نہیں رہتا۔ یہی Drug Addiction کا فلسفہ ہے۔

اور جماعت احمدیہ اس کے برعکس فلسفہ کو جو مثبت فلسفہ ہے، استعمال کر رہی ہے یعنی نیکیوں کے لئے بھی عادت پیدا کرنی پڑتی ہے، از خود نیکیوں میں دلچسپی پیدا نہیں ہوا کرتی۔ تھوڑی تھوڑی نیکیاں چکھا چکھا کر ساری دنیا کی جماعت کو آگے بڑھانا، یہ ہمارے اعلیٰ مقاصد میں سے ایک مقصد ہے اور جب بھی نیکی کی عادت پڑتی ہے تو یہ عادت بدی کی عادت سے زیادہ پختہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیکی کی عادت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی وجہ سے ایک ایسی روحانی دائمی لذّت ہے، جس کا ردعمل کوئی نہیں، مگر بدی کی دلچسپیاں خواہ کتنی ہی شدید کیوں نہ ہوں، کتنی طاقت سے اپنی طرف کیوں نہ کھینچیں، ہر شخص جب مزید بدی کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ اس کے ضمیر کی ایک آواز ضرور اٹھتی ہے، جو اس کو ملامت کرتی ہے اور ہر دفعہ اس ملامت کے Barrier اس کی حدیں پھلانگ کر، انسان بدی کے اگلے دور میں داخل ہوا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ آواز مر جائے اور جب مر جائے تو پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ کی طرف اس کی واپسی یا نیکیوں کی طرف واپسی ناممکن ہو جاتی ہے۔ سوائے اس کے کہ اللہ کا خاص فضل اسے سنبھال لے۔

پس اب بھی ہم نے دیکھا ہے کہ MTA کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری نئی نسلوں کے ذوق سدھر رہے ہیں۔ وہ بچے جو دن رات کارٹونوں کے سامنے یا خوفناک فلموں کے انتظار میں نہایت ہی مخرب اخلاق فرضی کہانیوں میں مبتلا ہو چکے تھے یعنی ایسے عادی بن گئے تھے جیسے کوئی نشے میں مبتلا ہو جائے وہ اب سب وہ پروگرام چھوڑ کر احمدیہ پروگراموں کو جن کے اندر سادگی اور فطری ایک جذب ہے، سچائی ہے، فطری جذب ہے، بے اختیاری ہے، کوئی بھی اس میں ایکٹنگ نہیں ہے، اس کے جب عادی بنتے ہیں تو پھر عادی ہوتے چلے جاتے ہیں ایک جگہ سے بھی کبھی آج تک یہ اطلاع نہیں آئی کہ احمدی بچوں نے کچھ عرصہ دیکھا اور اس کے بعد اس کو چھوڑ کر دوسرے ٹیلی ویژنوں کی طرف منتقل ہو گئے۔ جب آئے تو ان کا ذوق بڑھتا گیا ان کا تعلق بڑھتا گیا اور جو بھی ہمارے پروگرام ہیں ان کے ساتھ ایک ذاتی وابستگی پیدا ہو گئی ہے۔

پس اس پہلو سے آج بھی جو خطبہ براہ راست یہاں سے نشر کیا جارہا ہے یہ کل عالم میں احمدیت کی یک جہتی اور ایک جان ہونے کا ایک عظیم ثبوت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ ممکن نہیں تھا۔ پس ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اور بھی ہماری عالمی یک جہتی کو بڑھائے، ہم ایک مزاج بن کرا بھریں اور وہ جو قومی اور نسلی اختلافات ہیں ان کو مٹانے کے لئے تمام دنیا سے ایک مزاج کے لوگوں کا ایک قوم کا ایسا ابھرنا لازم ہے جو ایک مرکزی دماغ کے ساتھ وابستہ ہو، ایک مرکزی دل کے ساتھ دھڑکتی ہو اور اس کے زیر و بم میں ان کی ساری زندگی ہو۔ یہ معجزہ ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا معجزہ ہے جو آخرین کے لئے مقدر تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمیں عطا فرمائی۔

اس دور کے جو تقاضے ہیں ان کے تعلق میں یہ آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی۔ سب سے اہم تقاضا میرے نزدیک اس وقت اخلاق حسنہ کا تقاضا ہے، نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی دنیا کو ضرورت ہے اور اخلاق حسنہ دنیا سے مٹتے جارہے ہیں، محدود ہوتے چلے جارہے ہیں۔ وہ قومیں جو کبھی اپنے اخلاق کی وجہ سے سر اٹھا کر چلا کرتی تھیں، جن کے دعوے تھے کہ ہماری گلیوں میں چوری کوئی نہیں ہماری گلیوں میں بے ہودہ حرکتیں کوئی نہیں انگلستان کا بھی ایک زمانے میں برحق دعویٰ اور یہی دعویٰ تھا مجھے یاد ہے جب میں طالب علم تھا تو ایک دفعہ Hampstead-Heath کے ایک کنارے سے چونکہ ہمارا وہاں ایک پروگرام تھا جس میں دیر ہوگئی اور Tube بند ہو چکی تھی اور ٹیکسی کی توفیق نہیں تھی اس وقت میں پیدل لندن مسجد پہنچا ہوں اور رات کے وقت کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا، خاموش گلیاں، پرسکون گلیاں اور صبح نماز کے وقت میں وہاں پہنچا اور صبح کی نماز میں شامل ہو گیا آرام کے ساتھ۔ یہ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ رستے میں کوئی چور اُچکا آئے گا اور پکڑے گا اور پولیس میں بھی ایسی شرافت اور مستعدی تھی کہ بے وجہ دکھائی نہیں دیتی تھی مگر جہاں ضرورت پڑے وہاں پولیس نکل آتی تھی کہیں سے۔ اب وہ حالات بالکل یکسر تبدیل ہو چکے ہیں اب تو گلی گلی کا موڑ خطرناک ہو گیا ہے اب تو ان کے جو دانشور ہیں وہ شور مچا رہے ہیں کہ ہمیں کیا ہو گیا ہے ہر قسم کا امن اٹھ گیا، بچوں کا امن اٹھ گیا، لڑکیوں کا امن اٹھ گیا، اپنے ماں باپ سے گھر میں بچوں کو خطرے ہیں اور یہ خطرات بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ پس اس دور کی کایا پلٹنی ہے تو اعلیٰ اخلاقی نمونوں سے پلٹی جائے گی محض باتوں سے یہ

عظیم کارنامہ جو آپ کے سپرد ہے یہ پورا نہیں ہوسکتا، اس پر عمل ناممکن ہے۔

یہ ایک ہی پروگرام ہے کہ اپنے اخلاق کو بہت اعلیٰ درجہ کے اخلاق بنائیں جو عملی زندگی میں تمام ماحول کو روشن کرنے لگیں ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیں۔ آپ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اجنبی کی حیثیت سے یہاں چلیں جیسے ان کے ہاں Aliens اترتے ہیں فرضی طور پر اور آ کر اور بھی زیادہ ان کے اخلاق برباد کر جاتے ہیں۔ ان کا قتل و غارت، ان کا خون خرابہ، ان کا ظلم و ستم یہ ان بچوں کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے جو بڑی دلچسپی کے ساتھ ان پروگراموں کو دیکھتے ہیں مگر اور قسم کے بھی Aliens ہوا کرتے ہیں جن کا آنا دنیا کے لئے اجنبی ہو اور سب سے بڑے Aliens جو دنیا میں نازل ہوتے ہیں وہ وقت کے انبیاء ہیں کیونکہ ان کے آنے کے ساتھ ساری سوسائٹی کو بالآخر ان کے رنگ اختیار کرنا ہوتے ہیں اور ان کا خلق غالب آتا ہے، نظریات سے بڑھ کر ان کا خلق غالب آتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنحضرت ﷺ کی دعا کے بعد سب سے زیادہ انقلابی طاقت آپ کا خلق بیان فرمائی ہے یہ خلق محمدی تھا جس نے لازماً غالب آنا تھا اور اجنبی دنیا میں جب ایک اجنبی اترتا ہے تو شروع میں اس کی مخالفت ہوتی ہے وہ عجیب باتیں کرتا ہے، عجیب ادائیں دکھاتا ہے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم میں سے نہیں ہے اس لئے اسے اپنے سے نکال باہر پھینکو۔ مگر بنیادی طور پر، انسانی فطرت کی گہرائی میں حسن خلق کے تقاضے ایسے داخل ہیں کہ کوئی دنیا کی طاقت انہیں مٹا نہیں سکتی۔ بد سے بد سوسائٹی میں بھی دل کے اندر کی آواز یہی ہے کہ کاش اس ماحول کو حسن خلق روشن کر دیتا، کاش ہمارے دن بدل جائیں، کاش ہمارا فساد امن میں تبدیل ہو جائے۔ یہ آواز ہر مجرم کی آواز بھی ہے ہر انسان جو بد سوسائٹی کا ممبر ہے جو اس کے نتیجہ میں دن بدن نیچے اتر رہا ہے اوپر دیکھ کر اوپر چڑھنے کی تمنا اس کی کبھی نہیں مرتی۔ پس دل کی اس آواز کو انبیاءؑ کے خلق ابھارتے ہیں اور بالآخر دل کی یہ آواز جیتا کرتی ہے۔

آج بھی میں نے اپنے ناروے اور سویڈن اور ڈنمارک کے دورے میں محسوس کیا ہے کہ یہاں اگر کوئی چیز تبدیلی لاسکتی ہے تو آپ کے خلق ہیں، آپ کے اخلاق ہیں۔ اخلاق حسنہ کے سوا یہ ممکن نہیں ہے اور اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباس میں نے آج آپ کے سامنے رکھنے ہیں لیکن اس سے پہلے میں یہ بتا دوں کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ ہی کی

پیروی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام ان باتوں کو کھولا ہے اور خوب کھولا ہے جو سچائی کو جھوٹ سے الگ کرنے والی، دن کو رات سے الگ کرنے والی اور اس طرح کھول دیا ہے مضمون کو کہ اس کے بعد کوئی احمدی یہ شکوہ نہیں کرسکتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات ہم سے چھپالی۔ آنحضرت ﷺ کا یہی پاک نمونہ تھا جسے اس کامل غلام نے اپنالیا۔

حضور اکرم ﷺ کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم اس طرح، اس لئے آیات کو پھیر پھیر کر تجھے سناتے ہیں تا کہ تو ہم سے مضامین کی گہرائی کا علم سیکھ لے۔ عرفان جہاں تک بھی انسان کو پہنچا سکتا ہے، وہاں تک تیرا ادراک پہنچے اور خدا کا فضل اور رحمت تجھ پر اس طرح نازل ہو کہ تو مجسم خدا کا فضل اور رحمت بن جائے۔ یہ مقاصد ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جس کی وجہ سے، جب خدا تعالیٰ نے مختلف مضامین کو، مختلف آیات کو ادل بدل کر، چکر دیتے ہوئے کبھی اس پہلو سے، کبھی اس پہلو سے روشن کیا تو مقصد یہ تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا کی تدریس کا کام ایسا کامل طور پر کریں کہ جب آپؐ کے سکھائے ہوئے، حیرت انگیز طور پر آپؐ کے حکمت سکھانے اور علم سکھانے اور حکمتوں کے راز بتانے کو دیکھیں تو بے اختیار ان کے منہ سے یہ نکلے۔ تو نے اپنے رب سے سیکھنے کا خوب حق ادا کر دیا، ایسا سیکھا ہے کہ اس کی کوئی مثال دکھائی نہیں دیتی۔

پس آنحضرت ﷺ کے سکھانے کا کمال تھا جس نے آپؐ کے غلاموں کے منہ سے یہ فقرے نکال دیئے واہ واہ! کیسا شاگرد ہے یعنی اللہ کا شاگرد، خدا سے وہ کچھ سیکھ گیا جس کی عام انسان میں طاقت نہیں تھی کیونکہ تصریف آیات میں عام انسان کی عقل ان کی گہرائی کو پا بھی نہیں سکتی جو باتیں حکمت کی تہہ بہ تہہ راز اندرونی راز بیان کئے جائیں ان کے لئے غیر معمولی ذکی اور فہیم انسان کی ضرورت تھی۔ پس جب آنحضرت ﷺ کے عرفان کی باتیں کیا کرتے تھے تو صحابہؓ کے منہ کی آواز ہے جو قرآن نے محفوظ کی ہے۔ بے اختیار ان کے دل سے آوازیں اٹھتیں سبحان اللہ تو نے اپنے رب سے خوب سیکھا ہے، ایسا سیکھا ہے کہ سیکھنے میں تو نے کمال کر دیا اور اگر تو نہ سیکھتا تو ہم بھی کچھ نہ سیکھتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی بعینہٖ یہی رنگ ہے آنحضرت ﷺ سے سیکھا اور سیکھنے کا حق ادا کر دیا اور پھر اس طرح کھول کھول کر ہمارے سامنے بیان فرمایا کہ کوئی پہلو اس کا اندھیرے میں رہنے نہیں دیا۔

ان آیات کا میں ترجمہ اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا دیکھو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بصیرتیں تم تک آ پہنچی ہیں اور بصیرتیں کس صورت میں آئی ہیں یہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نزول کی صورت میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ مضمون ہے جو آگے کھلتا ہے۔ تمہارے پاس ہر قسم کی بصیرتیں، طرح طرح کی عظیم الشان بصیرتیں جو تمہیں روشنی بخشنے والی ہیں تمہارے رب کی طرف سے آ چکی ہیں۔ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا اب تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم لاعلمی میں وہ باتیں کرتے ہیں جو کر رہے ہیں۔ سب کچھ دیکھ چکے ہو، سب کچھ جان چکے ہو جانتے بوجھتے ہوئے اگر اب تم کوئی غلط مسلک اختیار کرو تو نہ خدا پر کوئی الزام، نہ محمد رسول اللہ ﷺ پر کہ گویا انہوں نے سکھانے میں کمی کر دی تھی پھر جو سیکھے گا تو اسی کے فائدے میں ہوگا اور جو اندھا بن جائے گا تو اس کا اندھا پن اسی کے خلاف استعمال ہوگا۔ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے کلام کی صورت میں خدا کا کلام نازل ہو رہا ہے۔ اچانک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مخاطب ہیں اور کہتے ہیں یہ سب کچھ ہے لیکن میں حفیظ نہیں ہوں تم پر، جو سکھانے کا حق تھا وہ ادا کر دیا لیکن حفیظ صرف خدا ہے اس کی حفاظت میں آؤ گے تو تم ان تمام باتوں سے استفادہ کر سکو گے جو میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ اگر خدا کی حفاظت سے باہر نکلو گے تو یہ باتیں تمہارے کسی کام نہیں آئیں گی۔ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس طرح ہم آیات کو ادل بدل کر مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں اور بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ وَلِيَقُوْلُوْا تاکہ وہ کہیں دَرَسْتَ اے محمد ﷺ! تو نے سیکھنے کا حق ادا کر دیا، کمال درجے کا سیکھا ہے۔ اب یہ بھی تصریف الآیات کی ایک عظیم الشان مثال ہے۔ ابھی آنحضرت ﷺ کا کلام ہے خدا کی طرف سے جو نازل ہوا لیکن آنحضرت ﷺ کی طرف سے اللہ مخاطب ہو رہا ہے سب کو اور اب كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ اللہ اپنے ہاتھ میں ضمیر کو لے لیتا ہے کلام کی باگ ڈور براہ راست سنبھالتا ہے۔ فرماتا ہے اسی طرح نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ہم آیات کو ادلتے بدلتے ہیں وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ اور مقصد یہ ہے کہ بے اختیار ان کے دلوں سے آوازیں اٹھیں کہ اے محمد ﷺ! تو نے سیکھنے کا حق ادا کر دیا ایسا پڑھا ہے کہ کمال کر دیا وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ اور تاکہ اس مضمون کو اہل علم پر ایسا کھول دیں کہ

اس کے ہر پہلو کو اس پر روشن کردیں۔ اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کیا جاتا ہے اسی کی پیروی کر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِكِيۡنَ اور جو شرک کرنے والے ہیں وہ خدا کے سوا اپنی امنگوں یا دنیا کی حکومتوں اور طاقتوں کو اپنا خدا بنا بیٹھے ہیں، ان سے اعراض کر ان سے منہ پھیر لے۔

اسی مضمون کے تعلق میں آنحضرتﷺ نے آخری خطبہ میں جو حجۃ الوداع کا خطبہ کہلاتا ہے، بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ کا مجمع یا شاید اس سے بھی زیادہ تھے جو اس آخری خطبہ میں آنحضورﷺ کے سامنے حاضر تھے یہ آخری حج تھا جو آپؐ نے ادا فرمایا یہ آخری خطبہ تھا جو آپ نے اپنے عشاق کو دیکھتے ہوئے ان کے سامنے بیان کیا اور اللہ کے حضور دراصل ایک حجت تھی، ان پر حجت تھی جو پوری کر رہے تھے اور خدا کے حضور یہ عرض کر رہے تھے اے خدا یہ سب گواہ ہیں جو کچھ تو نے مجھے کہا تھا میں نے سب کچھ بیان کر دیا ایک ذرّہ بھی کمی نہیں آنے دی۔ فرمایا، اے لوگو! عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے۔ وہ تم سے پوچھے گا کہ تم نے کیسے عمل کئے دیکھو میرے بعد دوبارہ کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے پھرو اور آگاہ رہو تم میں سے جو یہاں موجود ہے ان لوگوں کو پیغام پہنچادیں جو کہ موجود نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کو وہ پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ دار ہو۔ پھر آپؐ نے فرمایا کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے، کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ صحابہؓ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے میرے اللہ گواہ رہ کہ جس کام کی خاطر تو نے مجھے بھیجا تھا میں نے اس کا تمام حق ادا کر دیا ہے۔ یہ ایک لاکھ کا مجمع گواہ ہے، یہ بلند آواز سے اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ جو کام تو نے میرے سپرد کئے تھے وہ تمام تر پورے کر دیئے اور یہ پیغام پہنچا دیا۔

یہ آخری خطبہ تھا حجۃ الوداع کا جس میں شریعت کی تکمیل کا یہ منظر حیرت انگیز ہے یعنی شریعت صرف مکمل نہیں ہوئی بلکہ وہ کامل رسولﷺ جس نے شریعت کو بنی نوع انسان تک پہنچانا تھا اس نے ایک لاکھ کے مجمع میں ان سے یہ گواہی لی اور خدا کے حضور اس گواہی کو پیش کیا کہ اے خدا میں اپنا حق ادا کر چکا ہوں اور یہی دراصل اس بات کی علامت تھی کہ آپؐ رخصت ہونے والے ہیں،

واپس اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملنے والے ہیں۔ کئی صحابہؓ تھے جن کا ذہن اس طرف گیا اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے یہ ہمارے رسول ﷺ کی جدائی کا خطبہ ہے شاید اس کے بعد ہمیں آپؐ کو دیکھنا نصیب نہ ہو۔ چنانچہ اگلے حج سے پہلے پہلے اس خطبہ وداع کے بعد آپؐ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ہمیں یہ راز سمجھائے اور خوب کھول کھول کر ہمارے سامنے یہ باتیں بیان فرمائیں اور سب سے اہم اور قیمتی راز یہ ہمیں بتایا کہ یہ سب کچھ جو عمل کی طاقت ہے اچھی باتیں سننا اور پھر ان پر عمل کرنا یہ اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے جتنا چاہو تم زور مارو، جتنا چاہوں میں تمہیں سمجھاؤں میں تم پر یہ بات خوب کھول دینا چاہتا ہوں کہ توفیق اسی کو ملے گی جس پر خدا کا فضل نازل ہوگا اور توفیق آسمان ہی سے اترا کرتی ہے۔

اب لمبا عرصہ ہو گیا میں جماعت احمدیہ کو اخلاق حسنہ سے متعلق اپنے خطبات میں نصیحت کرتا ہوں۔ میں بتاتا ہوں کہ کس طرح ہمارا سفر گھروں سے شروع ہوگا۔ جب تک ہمارے گھروں میں اخلاق حسنہ کے نمونے جاری نہ ہوں، جب تک خاوند اور بیوی کے درمیان، باپ اور بیٹی اور باپ اور بیٹوں کے درمیان، ماں اور بیٹیوں اور ماں اور بیٹوں کے درمیان ایک جنت کا سا معاشرہ قائم نہ ہو اور اخلاق حسنہ کے پاک نمونے گھروں میں جاری نہ ہوں اس وقت تک یہ دعویٰ کہ ہم دنیا کو تبدیل کر دیں گے محض ایک جنت الحمقاء میں بسنے والی بات ہے یعنی احمق بھی تو ایک جنت بنا لیا کرتے ہیں وہ ان جنتوں میں جا بستے ہیں لیکن حقیقت میں وہ جنتیں اور ہیں جن میں ان لوگوں کی رسائی ہوگی جو صاحبِ عقل ہیں احمق کو وہاں تک کوئی رسائی نہیں۔

پس یاد رکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی طرح دراست کے حق ادا کئے اور ہمیں خوب کھول کھول کے سمجھا دیا۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس دور کا انقلاب اخلاق حسنہ سے وابستہ ہے کیونکہ مجھے کامل یقین ہے کہ دنیا کو آج سب سے زیادہ اخلاق کی پیاس ہے۔ دلائل کی دنیا میں تو ہر انسان یہ طاقت ہی نہیں رکھتا کہ بڑے بڑے اہل علم اور اہل فضل پر غالب آسکے۔ اگر وہ سچا بھی ہو تو دنیا بہت چالاک ہے اور دنیا ظاہری علوم میں اتنی ترقی کر چکی ہے کہ ایک عام سادہ لوح انسان کے لئے اور ایک مخلص احمدی کے لئے جس نے بات بھی دنیا کے برعکس کرنی ہو کیسے ممکن ہے کہ وہ ان لوگوں کو سمجھا کر ان کو مغلوب کر سکے لیکن ایک چیز ہے جو دنیا کے پاس نہیں وہ اخلاق حسنہ

ہیں۔ایک چیز ہے جس کی پیاس دنیا میں بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ پس آج اخلاقِ حسنہ سے آپ بڑے بڑے علماء اور اہل علم وفضل کے منہ بند نہیں کر سکتے مگر ان کے کردار تبدیل کر سکتے ہیں کیونکہ اخلاق حسنہ میں ایک حیرت انگیز انقلابی طاقت ہوا کرتی ہے۔

وہ لوگ جو اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو کر دنیا میں پھرتے ہیں وہ اس سے بہت زیادہ روشن ہوتے ہیں جیسے جگنو کی دم چمکتی ہے۔اندھیری رات میں جگنو کی دم بھی تو چمکا کرتی ہے مگر چھوٹی سی روشنی ہے جو دوسرے جگنوؤں کو اس کی طرف کھینچ لاتی ہے کچھ کیڑے مکوڑے ان سے راہ پا جاتے ہیں مگر مومن کا نور تو اس کے آگے بھاگتا ہے اس کے دائیں طرف آگے بڑھتا ہے اور مومن کا نور دور دور تک لوگوں کے لئے ماحول کو روشن کر دیتا ہے۔ یہ نور اخلاق فاضلہ کا نور ہے، اخلاق حسنہ کا نور ہے، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کو اپنانے کا نور ہے اس کو اپنی عادات میں داخل کر لیں اس نور سے آراستہ ہو جائیں تو آپ از خود چمکنے لگیں گے۔آپ کی غربت، آپ کے پھٹے پرانے کپڑے، آپ کی سادگی آپ کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ چیزیں ہیں جو اللہ کے نور کو روکا نہیں کرتیں بلکہ بسا اوقات بڑھانے کا موجب بن جاتی ہیں۔

کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ایک غریب انسان جو سادہ پھٹے ہوئے کپڑوں میں ہو اس کا جسم مجسم نور بن جاتا ہے اور اس کا نور خدا کے فضل اور رحمت کو اپنی طرف اس طاقت کے ساتھ کھینچتا ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ اللہ کا فضل اور رحمت اس پر اس حیرت انگیز شفقت کے ساتھ برستے ہیں کہ وہ شخص جو پھٹے پرانے، سادہ کپڑوں میں ملبوس ہو بسا اوقات اس کی باتیں خدا کی باتیں بن جاتی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”رب اشعث اغبر“

خبردار ایسے بھی غریب ہیں پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس، پراگندہ بال ان کے سروں پر خاک پڑی ہوتی ہے۔

”لو اقسم علی اللہ لا برہ“

(صحیح مسلم کتاب الجنة و الصفة نعیمها وأهلها ،باب النار یدخل الجبارون والجنة یدخلها الضعفاء)

اگر وہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ایسا ضرور ہوگا تو ضرور ایسا ہو کر رہتا ہے۔ یہ وہ نورانی وجود

ہیں جن کی خاک، جن کے کپڑوں کی بدحالی، جن کے سر کے بالوں کا بکھرا ہوا ہونا اوران میں خاک پڑے ہونا ان کے نور کی طاقت کو روک نہیں سکتے کیونکہ خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایسے غریب اور فقیر لوگ جب کہہ دیتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ یونہی ہوگا تو ویسا ہی ہوتا ہے کیونکہ اللہ کی تقدیر ان کی آواز کے ساتھ چلتی ہے۔ یہ وہ تبدیلی کرنے والے لوگ ہیں جو دنیا میں انقلاب برپا کیا کرتے ہیں۔ نہ اچھے کپڑے آپ کے کام آئیں گے، نہ خوب صورت گھر، نہ اعلیٰ درجے کی موٹریں ان پہلوؤں سے تو دنیا آپ سے بہت زیادہ آگے نکل چکی ہے۔ **ایک ایک ایسا دنیا میں امیر آدمی ہے کہ جس کی دولت تمام دنیا کی جماعت کی دولت کے برابر یا اس سے بھی شاید بڑھ کر ہو تو روپے پیسے میں، ظاہری چمک دمک میں، اپنے کپڑوں کے حسن میں، اپنے مکانوں کی آرائش میں آپ اگر فخر کرتے ہیں تو ایک بے کار فخر ہے ان چیزوں میں کوئی طاقت نہیں، کوئی ان کو دیکھ کر آپ کے پیچھے نہیں چلے گا۔ مگر غربت میں خدا ترسی، غربت میں خدا کے اخلاق کو اپنانا، اس کی صفات حسنہ کو اپنے وجود میں جاری کر لینا صرف یہ ایک طاقت ہے جو جماعت احمدیہ کو نصیب ہو رہی ہے اور بڑھ رہی ہے اور اسی کی طرف میں آپ کو بلاتا ہوں۔ اس طاقت کی پرورش کریں۔ اسے اور بڑھائیں۔ جتنا یہ اخلاق حسنہ کی طاقت اونچی ہوگی اتنا ہی جماعت احمدیہ کی سربلندی ہوگی۔** اتنا ہی گردوپیش کے بڑے بڑے سرکش لوگ بھی آپ کے اخلاق حسنہ کی طاقت کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہوتے چلے جائیں گے اور اس بات کی گواہی ہر طرف سے مل رہی ہے کہ یہی ہوتا ہے اور یہی ہو رہا ہے اور یہی ہوگا۔ بسا اوقات آنے والے جو بیعت کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کس چیز نے آپ کو آمادہ کیا تو کسی احمدی کا نام لیتے ہیں یا اس کے ساتھ آئے ہوں تو اشارہ کرتے ہیں اس کے خلق حسن نے ہمیں آمادہ کیا ورنہ دلیل کی بات نہیں تھی۔ یہ ہم میں رہتے ہوئے اجنبی تھا ہمارے ماحول میں ایک مختلف قسم کی چیز تھی جس نے توجہ کو کھینچا ہے اور اس کے اخلاق نے ہمارے دلوں میں یقین پیدا کیا یعنی اپنے متعلق کہتا ہے میرے دل میں یقین پیدا کیا کہ یہ غلط انسان نہیں ہے یہ مختلف اور اجنبی اور دلکش وجود ہے اور جب اس ماحول میں اس رجحان کے ساتھ اس لٹریچر کا مطالعہ کیا جو اس احمدی نے دیا تو دل تو پہلے ہی آمادہ تھا دل کے دروازے تو پہلے ہی کھول دیئے گئے تھے اس نے ہر بات پر آمنا و صدقنا کہا کیونکہ جب اس شخص سے پیار ہو جائے جس کے اخلاص متاثر کرتے ہیں تو اس کی باتوں کے خلاف دل میں

کوئی ردّعمل نہیں ہوتا اور پھر تبلیغ کام آتی ہے، پھر منہ کے الفاظ میں بھی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔

پس آج ہم نے اس دور میں جس دور میں احمدیت داخل ہوئی ہے سب سے زیادہ اخلاق حسنہ کی حفاظت کرنی ہے سب سے زیادہ اخلاق حسنہ کو اپنا کر اس طاقتور ہتھیار کے ذریعہ دنیا پر غالب آنا ہے اور آپ یقین جانیں کہ دنیا کی بڑی سے بڑی قومیں بھی اس ہتھیار کا دفاع نہیں جانتیں کیونکہ وہ اس ہتھیار سے خالی ہیں۔ ان کو علم ہی نہیں کہ اخلاق حسنہ ہوتے کیا ہیں۔ ظاہری خلق کے لحاظ سے آپ کو بہت اچھے اچھے لوگ ملیں گے مگر ظاہری اخلاق جو Civilization کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے اس کے اندر کوئی بقا نہیں۔ جب اس کے مفادات سے دوسرے کے مفادات ٹکراتے ہیں تو وہ خلق محض ایک فلم سی دکھائی دیتا ہے، جھلی سی جو اس کے وجود پر تھی اور فوراً پھٹ جاتی ہے۔ بڑی بڑی مہذب قومیں ہیں جن کے مفادات جب کسی غریب قوم سے بھی ٹکرائیں تو ساری اخلاقیات کی جھلی پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتی ہے اندر سے ایک وحشی درندہ نکلتا ہے اس کے ناخن جو پہلے اندر چھپے ہوئے تھے انگلیوں کے اندر دبے ہوئے تھے وہ باہر نکل آتے ہیں، اس بھیڑیئے کی طرح جو ایک کہانی میں ایک بچے کی نانی بن کر بیٹھا ہوا تھا اور جب وہ اس کے قابو آیا تو پھر اس کے ناخن باہر نکلے پھر اس کے دانت باہر نکلے اور اس کی اصلیت تب ظاہر ہوئی۔ پس جن اخلاقِ حسنہ سے آپ متاثر ہیں جو خدا کے بغیر ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر ایمان کے بغیر بھی دنیا کو ہلکے پھلکے سے اخلاق میسر ضرور آتے ہیں لیکن جب بھی ان کے طبعی نفسی تقاضوں سے ان اخلاق کا ٹکراؤ ہو تو ان کے اخلاق پارہ پارہ ہو کر بکھر جاتے ہیں غریب قومیں جن کے اندر خون کا قطرہ بھی باقی نہیں ان کے خون کو بھی چوسنے کے لئے وہ اسی طرح دانت تیز کرتے ہیں جیسے امیر قوموں سے دولتیں لوٹنے کے لئے تیز کرتے ہیں۔ اب افریقہ کا کیا حال ہے کئی جگہ افریقہ کے ممالک کا یہ حال ہو چکا ہے کہ جیسے انیمیا کی آخری صورت ہو اس کے بعد ان کو خود خون کے ٹیکے دے کر ان کو زندہ کرنا پڑتا ہے تاکہ یہ زندہ ہوں تو پھر ہم دوبارہ اس کمائی سے جو یہ خود کرے اپنا خون واپس لیں اور اس سے بھی زیادہ سود در سود واپس لیں۔ یہ اخلاق حسنہ ہیں؟۔ یہ ہرگز اخلاق حسنہ نہیں۔ قرآن کریم کی تعریف کے مطابق آنحضرت ﷺ کو خدا نے جو تعلیم بخشی جس خلق کا آپ ﷺ نمونہ بنے اس کے متعلق تفصیلی گفتگو کا تو وقت نہیں مگر یاد رکھیں اس کا مرکزی نقطہ یہ ہے وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (مدثر:7) کبھی کسی پہ احسان نہ کر اس نیت کے ساتھ کہ تو اس سے کچھ

زیادہ لے گا، اس کے بدلے تجھے فائدہ پہنچے گا۔

پس آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا اگر کوئی خلاصہ ہوسکتا ہے تو یہ ہے کہ آپؐ کا دینے کا ہاتھ ہمیشہ اوپر رہا ہے۔ کبھی اس نیت سے ایک ذرّہ بھی آپؐ نے کسی پر احسان نہیں فرمایا کہ یہ بعد میں میرے کام آجائے گا، ہوسکتا ہے کسی وقت اس کی ضرورت پڑ جائے یا ہوسکتا ہے یہ امیر ہو جائے تو میں اس کی دولت سے فائدہ اٹھاؤں، یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں۔ قرآن کریم نے جو اخلاق کی تعریف فرمائی ہے اس میں ایک یہ نکتہ، اور بھی بہت سے ہیں وہ اخلاق فاضلہ کو جو حقیقی اخلاق ہیں جو اللہ سے وابستہ ہیں جو صرف ایمان والوں کو نصیب ہوتے ہیں ان کو دنیا کے اخلاق سے اس طرح ممتاز کر دیتے ہیں کہ دونوں مختلف وجود بن جاتے ہیں ان کی نوع بدل جاتی ہے دنیا کے اخلاق ان اخلاق حسنہ کے مقابل پر جو قرآن سکھاتا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوئے، کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتے گویا وہ اخلاق ہی نہیں ہیں۔ وہی مثال ان پر آتی ہے کہ:

؎ رات مجلس میں تیرے حسن کے شعلے کے حضور
شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا (خواجہ میر درد)

یہ اگر حقیقت میں شعر کسی ذات پر صادق آتا ہے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر صادق آتا ہے۔ وہ اخلاق حسنہ جو آپؐ سے وجود میں آئے، آپؐ سے ظاہر ہوئے۔ خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ ان اخلاق کو دیکھ کر دنیا کے اخلاق کے چہرے کو دیکھیں تو کہیں نور دکھائی نہیں دے گا۔ تمام نور کا مجمع، تمام نور جس پر مرتکز ہو گیا جو منبع بھی بنا جس سے نور پھوٹا اور پھر اسی میں نور مرکوز ہو گیا وہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کا حسن ہے پس اس طرف توجہ کریں۔

ایک ہی وجود ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5) اے محمد ﷺ تیرا قدم اخلاق کی چوٹی پر واقع ہے۔ تو منزل بہ منزل اخلاق میں نہیں بڑھ رہا اخلاق تیرے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ ویسا ہی محاورہ ہے جیسے جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اگر تم نے اخلاق سیکھنے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے قدم چومو! کیونکہ وہیں سے تمہیں اخلاق ملیں گے۔ اخلاق کی ہر بلند سے بلند چوٹی آپؐ نے سر کر لی ہے اور اس چوٹی پر فائز ہیں۔ پس یہ وہ اخلاق ہیں جن کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے زبان خاموش سے بھی دی اور قرآن نے اس زبان خاموش کی

بات خوب کھول کر آپ تک پہنچائی۔ وہ باتیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے انکسار کی وجہ سے آپؐ کی فطرت میں مخفی حسن کے طور پر تھیں قرآن نے اسے خوب کھول دیا، تصریف آیات کی، ایک پہلو بھی ایسا نہیں رکھا جو دنیا پر روشن نہ کر دیا گیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جب تک خدا کسی کے دل کے دروازے نہ کھولے کوئی کچھ نہیں کر سکتا، دلوں کے دروازے کھولنا خدا تعالیٰ ہی کا کام ہے۔۔۔ جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں اور خدا تعالیٰ کو انسان کی دوستی اور بہتری منظور ہوتی ہے تو خدا انسان کے دل میں ہی ایک واعظ کھڑا کر دیتا ہے۔۔۔''

کیسی گہری عرفان کی بات ہے۔ جب تک دل میں خدا واعظ نہ کھڑا کرے اس وقت تک بیرونی بات انسان پر کچھ بھی اثر نہیں کر سکتی۔ اثر کرتی ہے تو نفس کی آواز بن کر اثر کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا فطرت کا گہرا راز ہے جسے لوگ کم سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ باہر کی بات نے ہم پر اثر کیا، باہر کی بات جب تک نفس کے اندر سے ایک ہمنوا نہ پیدا کر دے اس آواز کی تائید میں دل نہ بول اٹھے اس وقت تک بیرونی آواز کوئی بھی اثر نہیں کر سکتی جیسا کہ غالب نے کہا ہے کہ:

ے دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے (دیوان غالب:242)

اس مقام تک پہنچانا انبیاءؑ کا کام ہے اور انبیاءؑ کے غلاموں کا کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھو کیسے راز کی بات بیان فرمائی جب تک تمہارے دل میں کوئی بات ایک واعظ نہ اٹھا دے، تمہارے دل کے اندر سے ایک نصیحت کرنے والا نہ اٹھ کھڑا ہو اس وقت تک تمہیں بیرونی بات کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور کیسے پیارے انداز میں بیان فرمایا ''جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں'' دل عش عش کر اٹھتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں کو پڑھتے ہوئے۔ کیسا پیارا فقرہ ہے ''جب انسان کے اچھے دن آتے ہیں۔'' تو کیوں نہ اپنے اچھے دنوں کے لئے دعا کرو کیوں نہ خدا سے التجا کرو کہ ہمارے دن پھیر دے اور ہمارا دل بے اختیار کہہ اٹھے کہ ہمارے اچھے دن آ گئے بہار کا سماں پیدا ہو تو پھر کونپلیں ضرور پھوٹیں گی پھر اندر کا واعظ ضرور بیدار ہوگا۔ فرماتے ہیں:

''۔۔۔اور جب تک خود انسان کے اندر ہی واعظ پیدا نہ ہو تب تک

بیرونی واعظوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔۔۔''

وہی بات ہے جو اللہ کا احسان ہے کہ میں آپ کے سامنے پہلے بھی پیش کرتا رہا ہوں مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں سن کر تو اس کا لطف ہی اور ہے کیسے دلکش، کیسے حسین، کیسے گہرے سچے انداز سے آپؑ نے بیان فرمایا تب تک بیرونی واعظوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا جب تک اس کے اندر سے ایک واعظ نہ پیدا ہو۔

''۔۔۔مگر وہ کام خدا کا ہے ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام صرف بات کا پہنچا دینا ہے تصرف خدا کا کام ہے۔۔۔''

کَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ دیکھیں اس قرآن کے گہرے فلسفے کے ساتھ کس طرح آپ کا کلام وابستہ ہے ساتھ ساتھ چل رہا ہے کوئی ایک بات بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسی نہیں فرماتے جس کی بنیاد حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی نصائح اور نیک عمل میں نہ ہو اور قرآن کی آیات کے تابع اس کے سائے میں وہ بات نہ آگے بڑھتی ہو ہر بات کی کوئی نہ کوئی بنیاد آپ کو لازماً قرآن میں ملے گی۔ فرماتے ہیں:

''۔۔۔تصرف خدا کا کام ہے ہم اپنی طرف سے بات کو پہنچا دینا چاہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پوچھے جاویں (اور بات پہنچانے میں کتنی ذمہ داری ہے اور کتنا خدا کا خوف ہے) کہ کیوں اچھی طرح سے نہیں بتایا اسی واسطے ہم نے زبانی بھی لوگوں کو سنایا ہے تحریری بھی اس کام کو پورا کر دیا ہے۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ:590)

سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم واقعی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے سیکھنے اور سکھانے کے خوب رنگ سیکھے اور جو حق تھا وہ خوب پورا کر دیا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں۔۔۔''

اگر یہ وہم ہو کہ بڑے بڑے کھلاڑی، بڑے بڑے باکسنگ کرنے والے، بڑے بڑے

کشتیاں لڑنے والے جماعت میں آئیں گے تو جماعت کی عزت افزائی کا موجب بنیں گے تو فرماتے ہیں اس وہم کو دل سے نکال دو ہمیں ان پہلوانوں کی ضرورت نہیں ہے۔

''۔۔۔ بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔۔۔''

اب دیکھیں فقرے کتنے سچے، کتنے محتاط ہیں یہ نہیں فرمایا جو عظیم اخلاق والے آجائیں، عظیم اخلاق والے بنیں گے کیسے، فرمایا جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں، آپ سارے، میں، آپ، ہم سب اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ ساری جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنا امام مان بیٹھی ہے کہ خدا کا مقرر کردہ امام ہے ایک بھی نہیں جو اس کلام سے باہر رہ جائے ورنہ اگر یہ فرماتے کہ عظیم اخلاق حسنہ والے آنحضرت ﷺ کی متابعت میں کامل اخلاق کے رنگ اختیار کرنے والے چاہئیں تو ہم سے بھاری اکثریت ایسی ہوتی جو سمجھتی کہ ہم مخاطب ہی نہیں ہم کہاں اور یہ ایسے اخلاق والے کہاں اور بہت سے جو اپنے آپ کو سمجھتے وہ بے وقوف ہوتے۔ ان کو محض وہم ہوتا کہ وہ صاحب اخلاق ہیں اور ان کا تکبر ان کو اس جماعت میں داخل ہوتا ہوا دکھاتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام دیکھو کس طرح ایک فیض عام بن گیا ہے۔ ہر احمدی چھوٹا بڑا، مرد عورت، بچہ سب اس میں داخل ہو گئے۔ فرمایا ہمیں کوشش کرنے والے چاہئیں تو کوشش تو شروع کریں اور وہ کوشش کیسے شروع کی جائے اس کے گُر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں خوب کھول کھول کر سمجھاتے ہیں۔

''۔۔۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں، نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیلِ اخلاق پر مقدرت پاوے۔۔۔''

کوشش کرے اور پھر چھوڑے نہیں یہاں تک کہ اس کی طاقت بڑھ جائے یہاں تک کہ وہ اس بات کا اختیار حاصل کرلے خدا تعالیٰ سے کہ اپنے اخلاق کو تبدیل کر دکھاوے۔

''۔۔۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ: 88 تا 89)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک اور موقع پر فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔‘‘ پہلے حوالے کے بعد اب جو یہ حوالہ پڑھ رہا ہوں اس مقصد کی خاطر، آپ کو سمجھانے کے لئے کہ آپ اگر کوشش کریں گے تو ضرور کامیاب ہوگی کیونکہ یہ کوشش ہواؤں کے رخ کی کوشش ہوگی اگر ہوا کے رخ کے مقابل پر آپ دوڑ لگانے کی کوشش کریں تو بسا اوقات آپ کی کوشش ناکام ہو جائے گی۔ بعض دفعہ مخالف ہوا کے جھونکے تو انسان کو اٹھا کر پیچھے کی طرف دھکیل دیتے ہیں ایسے سائیکل چلانے والے آندھیوں میں جو سائیکل چلاتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ پورے زور سے آگے بڑھ رہے ہیں سائیکل دھکیل کے پیچھے جا پڑتا ہے مجھے بھی خود اس کا تجربہ ہو چکا ہے بعض دفعہ بسوں کو آندھیوں کی تیزی روک کر پیچھے کی طرف دھکیل دیتی ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا چاہتا ہے۔ آسمان سے ہوائیں چل پڑی ہیں کہ تمہیں اخلاق حسنہ عطا کریں۔ اب تم کس تردّد میں مبتلا ہو اب کیوں رکتے ہو۔ کوشش کرو اور یقین رکھو کہ تمہاری کوششیں ان آسمانی ہواؤں کے رخ پر چلنے کے نتیجہ میں کامیاب ہوں گی جن کو چلانے کا خدا نے فیصلہ فرمالیا ہے۔

> ’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنادے کہ تم دنیا کے لئے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جاوے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ:221)

پس ایسے لوگ لازماً جدا ہو جاتے ہیں اگر غالب ماحول ان کے مزاج کے مخالف ہو وہ زیادہ دیر ساتھ چل نہیں سکتے۔ اکثر اس فتنوں کے دور میں جو مرتد ہوئے ہیں وہ تمام تر وہی لوگ تھے جو جماعت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی خاطر قربانیوں کی راہوں میں چل سکتے ہی نہیں تھے، پہلے ان کے پردے ڈھکے ہوئے تھے کیونکہ کوئی ابتلا نہیں تھا، کوئی آزمائش نہیں تھی۔ وہ سمجھتے تھے جماعت کا ممبر بننے سے ہمیں فائدے ہی ہیں لیکن جہاں مخالفت کی آندھیاں چلی ہیں ان کا کوئی نام ونشان بھی باقی نہیں

رہا، جڑوں سے اکھیڑے گئے۔ وہی ثابت قدم رہے جن کے اندر ایمان کی جڑیں مضبوط تھیں اور گہری تھیں جو کلمہ طیبہ کی طرح ایک شجر کی صورت تھے کہ جڑیں زمین میں پیوستہ اور شاخیں آسمان میں خدا سے باتیں کرتی تھیں۔

پس آج کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے ان لوگوں کا نکلنا جن کے نکلنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمنا فرمائی ہے آپ کے اخلاق حسنہ کے نتیجہ میں ہوگا۔ اگر جماعت کے رنگ بدل جائیں ساری جماعت اعلیٰ اخلاق پر قائم ہو جائے تو یہ چند بدکردار اور بدخلق لوگ ایسی جماعت میں رہ ہی نہیں سکتے۔ ان کے مزاج اور ہوں گے، ان کا ماحول بدل چکا ہوگا لیکن اگر آپ ان کو اپنے اندر پناہ دیں اگر بدتمیز اور بدخلق انسان کو جو اپنی بیوی سے جھگڑتا ہے جو اپنے بچوں پر ظلم کرتا ہے آپ اگر پیار کی نظر نہیں ڈالتے تو اس کو قبول کی نظر سے دیکھیں باہر آئے تو آپ کی سوسائٹی میں اس طرح کھلی بانہوں سے اس کا استقبال ہو جیسے ایک صاحب خلق کا ہوتا ہے تو یاد رکھیں آپ نے اس کو پناہ دے رکھی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں اپنی پناہیں ایسے لوگوں سے اٹھالو، ان کو نکلنے دو، ان کے لئے اپنے اندر رہنے کی گنجائش ہی نہ چھوڑو۔

پس اپنے اعلیٰ اخلاق کو اتنا ترقی دو کہ بدخلق اجنبی دکھائی دینے لگیں۔ ایک وہ وقت تھا کہ جب آپ اجنبی تھے یعنی اس سوسائٹی میں جو بدکردار ہو چکی ہے۔ اب ایسے غالب آ جاؤ اپنے خلق حسنہ میں کہ بدکردار لوگ اجنبی دکھائی دینے لگیں اور وہ تمہارے وطن کو چھوڑ کر اپنے نئے وطنوں کی طرف روانہ ہوں۔ ہجرت بعض دفعہ دوطرفہ رخ رکھتی ہے پہلے انسان خدا کی خاطر گندے لوگوں سے ہجرت کر کے خدا کی جانب بڑھتا ہے پھر اس کے گرد ایک شہر آباد ہونے لگتا ہے جس کی طرف سب اچھے لوگ کھچے چلے آتے ہیں۔

دیکھو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت نے کیا ثابت کیا بعینہٖ یہی تو بات تھی۔ اپنے وطن، اپنی قوم، اپنی دنیاوی عظمتوں اور جائیداد اور مال و منال کو سب کچھ ترک کر کے آپؑ ہجرت کرتے ہوئے ایک لق ودق صحرا میں آ پہنچے اور اپنے موعود بیٹے کو اور اس کی ماں کو وہاں آباد کر دیا۔ اب دیکھو تمام دنیا سے دور دور سے کس طرح لوگ اس شہر کی طرف کھچے چلے آتے ہیں۔ وہ آماجگاہ ہو گیا ہے نیکیوں کی، کیونکہ حج میں یہ لازم ہے کہ اپنے بدی کے کپڑے اتار پھینکو اور ایک سادہ غریبانہ چادر میں

ملبوس ہو جاؤ جو بے داغ چادر ہو یہ تمہیں سمجھانے کی خاطر کہ اللہ کو ایسی ہجرتیں قبول ہیں۔ تو ایک مہاجر نے دیکھو کیسی ہجرتیں پیدا کر دیں۔ کتنے ہزار سال پہلے کی بات ہے اور آج تک خانہ کعبہ کی طرف ساری دنیا سے لوگ کشاں کشاں کھچے چلے آتے ہیں، وہی رنگ لیتے ہوئے وہی رنگ اپناتے ہوئے۔

اب یہ اللہ کی طرف سے نصیب کی بات ہے۔ انہیں مقام ابراہیم نصیب ہوتا ہے یا نہیں یہ ان کی نیتوں کا حال جانے مگر خدا کے حضور اس طرح حاضر ہونے والے کا کوئی نمونہ دنیا میں آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ ظاہری طور پر اپنی بدیوں کو چھوڑتے ہوئے آتے ہیں اگر واپس بدیوں کی طرف لوٹ جائیں تو ان کا نصیبہ۔ مگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیمؑ کے اس شہر کو از سر نو آباد کیا ہے اور وہ رونقیں بخشی ہیں جو رونقیں اس شہر کو چھوڑ چکی تھیں۔ پس یہ ہجرتیں ہیں۔ ایک نیکیوں کی ہجرت ہے اور ایک بدیوں کی ہجرت ہے، ایک موقع ایسا بھی آیا تھا جب آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے وہ ساری نیکیاں جو ابراہیمؑ کی وجہ سے اس شہر میں مجتمع ہوگئی تھیں ایک ایک کر کے روانہ ہوئیں نہ توحید رہی، نہ اخلاق حسنہ، نہ صفات باری تعالیٰ کا کوئی مظہر، سارا مکّہ ویران ہو گیا۔

تب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے پہلی ہجرت کی ہے پھر اور یہ ہجرت ابراہیمؑ کی ہجرت سے بہت زیادہ شاندار اور بہت زیادہ بقاء رکھنے والی ہجرت تھی۔ وہ ساری خوبیاں مکّہ میں لوٹ آئیں، وہ توحید کی آماجگاہ بن گیا۔ ہر حسن وہاں سے پہاڑی چشموں کی طرح پھوٹنے لگا، آبِ زم زم میں پاکیزگی پیدا ہوگئی اور سچائی کا پانی بن گیا۔ یہ وہ ہجرت ہے جو پھر اپنے عقب میں اور ہجرتیں لے کر آیا کرتی ہے۔ پس آپ کا فرض ہے بداخلاق کے شہر سے ہجرت کر جائیں اور اخلاق حسنہ، اخلاق مصطفوی کی طرف روانہ ہوں اور یقین رکھیں کہ آپ میں سے ہر ایک کی ہجرت اپنے پیچھے فوج درفوج بنی نوع انسان کو کھینچے لئے چلی آئے گی۔ تب یہ نیکیوں کا شہر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دوبارہ قائم کیا ہے تب یہ سچا ہمیشگی کا شہر بن جائے گا۔ پھر یہ شہر ایک شہر نہیں رہتا یہ ساری دنیا میں تبدیل ہو جایا کرتا ہے زمین کے کناروں تک شہرت پاتا ہے۔

پس خدا کرے کہ ہمیں یہ توفیق نصیب ہو کہ ہم ان کھوئے ہوئے اخلاق حسنہ کو جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے دنیا میں زندہ کئے گئے تھے ان کو پھر حاصل کر سکیں اپنے وجود کا حصہ بنا لیں اپنے گھر کو چمکائیں۔ جگنو کی طرح اگر تھوڑے سے ماحول کو نہیں تو اپنے قریب رہنے والی بیوی کو تو پتا

چلے کہ آپ کے اندر کوئی نور ہے۔اپنے گھر میں بسنے والے بچوں اور بچیوں کو تو یہ محسوس ہو کہ ہاں نور کا ایک آسمان سے شعلہ اترا ہے،نور کا ایک کرشمہ ہے جو ہمارے گھر میں پیدا ہو گیا ہے۔یہ نور اگر گھروں میں نہیں دیکھیں گے اگر گھر اندھیرے اور ویران رہیں گے اگر اپنے ماحول میں آپ بدخلق رہیں گے بدتمیز رہیں گے،گالیاں دینے میں جلدی کرنے والے ہوں گے اگر زبان پاک اور صاف نہیں ہو گی اگر بخشش سے ناواقف ہوں گے اگر حوصلہ آپ کے قریب تک نہ پھٹکے تو پھر دنیا کو آپ کیسے تبدیل کریں گے۔

خدا کرے کہ ان حقائق کو ہم دیکھیں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر،سمجھیں،سوچیں اور کامل یقین کے ساتھ کہ اگر ہم کوشش کریں گے تو آج خدا کی مرضی ہے کہ ہم ایسے ہی بن جائیں ہماری کوششیں ضرور کامیاب ہوں گی۔اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔آمین